www.rahimia.org

سلسلۂ مطبوعات (۲۳)

ثنائے خداوندی

(مفہوم اور تقاضے)

چوہدری افضل حق مرحوم

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

www.rahimia.org

نام پمفلٹ — ثناء خداوندی - مفہوم اور تقاضے
تحریر — چوہدری افضل حق مرحوم
طبع اول — دسمبر ۱۹۹۲ء
ناشر — شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن
پوسٹ بکس نمبر ۳۶۳- ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

www.rahimia.org

حرف اول

تمام مذاہب میں اسلام اس بنیادی اور امتیازی وصف کا حامل ہے کہ اس نے مادی و روحانی تقاضوں میں ایک حسین توازن اور قابل عمل اعتدال قائم کیا ہے اسی بناء پر اس نے انتہا پسند رویوں کی حوصلہ شکنی کی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں معاشرہ آگے بڑھنے کی بجائے اندرونی کشمکش سے دوچار ہوجاتا ہے اور پھر ایسے معاشرے میں مادیت و روحانیت کے نام پر گروہ بندیاں ذہنوں کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں اور ان کی تمام توانائیاں ضائع کردیتی ہیں۔

اسلام دین حقوق ہے، جو اس کے حقوق کی ادائیگی کا نظام قائم کرنے کی جدوجہد کرتا ہے، در حقیقت وہ دین کی حقیقی خدمت بجالاتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد باہمی طور پر ایک دوسرے سے مربوط ہیں، وہ سکے کے دو رخ کی مانند ہیں کہ کسی ایک رخ کی دھندلاہٹ دوسرے حصے کی تابانی کو بھی متاثر کردیتی ہے۔

زیر نظر پمفلٹ میں جو "دین اسلام" سے ماخوذ ہے، چوہدری افضل حق مرحوم نے اس ثناء کے مفہوم کو اپنے مخصوص پیرایہ بیان میں، بیان کیا ہے جہاں سے نماز ادا کرنے والا ہر شخص اپنی نماز کی ابتداء کرتا ہے، اور پھر اس کے تقاضوں کو واضح کیا ہے کہ ان کو سمجھنے والا شخص نہ تو خدا سے لاتعلق ہوجاتا ہے اور نہ ہی اس کی نظروں میں انسانی حقوق کی جدوجہد بے وقعت ہوجاتی ہے، بلکہ خدا سے تعلق، اس جدوجہد میں اس کو بے پایاں قوت و توانائی فراہم کرتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے

چیئرمین

www.rahimia.org

ثناء خداوندی

(مفہوم اور تقاضے)

سبحانک اللھم و بحمدک

(الٰہی تیری پاکی اور تیری تعریف کے ساتھ تجھے یاد کرتا ہوں)

اس بات پر غور کرتے عمر گذری تھی کہ صبح و شام دو وقتوں کے ملاپ پر چڑیاں پتوں کی اوٹ میں چہچہاتی ہیں۔ دل کے کانوں سے سنا کہ وقت کی رنگینی سے سرشار ہو کر میری طرح کیفیتوں میں کھو کر بے ساختہ سبحانک اللھم و بحمدک پکار اٹھتی ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ سب یہ چرند و پرند پروردگار کے حضور میں یوں حمد و ثنا کے تحفے پیش کرتے ہیں شیطان نے کہا یہ شاعرانہ مبالغے ہیں اور علم و عقل میں پھوٹی کوڑی سے بھی کم قیمت رکھتے ہیں اس دنیائے محسوس میں خدائے نادیدہ کو پوجنے کا زمانہ گیا۔ عقل کے پیچھے لٹھ لئے نہ پھرو۔

پہلے تو میں بے یقینی سے لا کے مقام پر پہنچ گیا پھر میرے سامنے ابر رحمت کا بادل جھوم کے اٹھا، گھر کر آیا، جی بھر کر برسا، سفید و شفاف موتیوں کی لڑیاں اس خوب صورتی سے باغیچے کے گل بوٹوں پر گریں کہ پھول پتیاں منہ دھوئے بچوں کی طرح نہا کر، نکھر کر مسکرانے لگیں۔ آن کی آن میں چھاجوں مینہ برسا، زمین نے چاندنی کی ردا اوڑھ لی۔ چلتے پھرتے پانی میں گرتی پڑتی بوندوں نے کسی نورانی مخلوق کے لئے ہر طرف حباب کے بلوریں خیمے گاڑ دیئے۔ ابر محیط نے پل بھر میں ندی نالے بہادئے میرے کفر کی سیاہی دھل گئی دل نے کہا کیا اس باران رحمت کا پروردگار کوئی نہیں؟ جس نے دیکھتے دیکھتے دنیا کے جہنم کو جنت کا گوشہ بنادیا زبان بے ساختہ پکار اٹھی سبحانک اللھم و بحمدک۔

آج باغوں میں جھولے پڑیں گے محبت کی پینگیں بڑھائی جائیں گی۔ پاک صورت اور نیک سیرت دیہاتی لڑکیاں معصوم محبت بھرے گیت گائیں گی۔

www.rahimia.org

کونسی رہگذر ہے جس کے سینے میں ان کے مدھ بھرے گیتوں کو سن کر ہوک نہ اٹھے ابر کے سائے میں آموں کی ڈالی بیٹھی کوئل کیسی میٹھی بولی بولتی ہے ساری دنیا پر کیف و سرور سا چھا جاتا ہے کیا دل کی دنیا میں ہل چل مچا دینے والی ان سروں اور آوازوں کا پروردگار کوئی نہیں؟

انسان پر جوانی میں جو جوبن چھا جاتا ہے بہار میں پھولوں پر جو رنگ آجاتا ہے اس کو کسی نے دیکھا؟ بھینی بھینی خوشبوؤں کو جو باد بہاری کے کندھے پر اڑی اڑی پھرتی ہیں۔ کسی نے سونگھا؟ کیا رنگ و بو کی یہ دنیا جو ہزاروں جلووں کی جنت گاہ ہے کسی مصور کی سحر کار انگلیوں کی طرف اشارہ نہیں کرتی؟ پہاڑوں کو سبزہ نے پری بنا کر سامنے کھڑا کر دیا۔ دریاؤں کی چاندی کی دھاریں ان کے دامن میں بل پیچ کھاتی میدانوں میں نکل جاتی ہیں۔ سنہری پروں والے طائر ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔ کچھ سبز پتوں کی چلمن کے پیچھے بیٹھے سامنے پھیلے ہوئے نظاروں کو دیکھ کر باغ باغ ہو رہے ہیں۔ اے ان حسین نظاروں کے شیدا! سوچ کر بتا کہ ان کا پروردگار کوئی نہیں؟

کبھی بحر بیکراں کو طوفان خیز موجوں کے بلاخیز تیور ڈالے دیکھا؟ کیا اس کے اندر وسیع دنیا کا تصور کیا؟ رواں دواں دریاؤں کو ملاحظہ کیا؟ آہستہ خرام ندیوں کی مستانہ چال پر نگاہ کی؟ شفاف چشموں میں مست خرام لہروں کو ناچتے دیکھا؟ کیا ان مظاہرات جمال و جلال کا پروردگار کوئی نہیں؟

انار کے خوش رنگ پھول ہی کو نہ دیکھو بلکہ دانۂ انار کو دیکھو۔ سرد خوشگوار پانی کا کیا رنگین چشمہ ہے! نارنگی کے نظر افروز حسن ہی کو نہ دیکھو بلکہ اس پر غور کرو کہ اس کے اندر میٹھے سوندھے پانی کی بڑی بڑی جاں بخش نہریں جاری ہیں۔ پھر ہر بڑی نہر کے آغوش میں سینکڑوں چھوٹی چھوٹی ندیاں سو رہی ہیں۔

برسات میں سبز پتوں میں سیندوری سنہری آموں کو لٹکتے ہی نہ دیکھو کہ دودھ اور شہد کو قدرت نے کس انداز سے ملا کر میٹھا پکوان بنایا کہ حلاوت اور

www.rahimia.org

شیرینی کا مزہ پا کر زبان نے جنت کی خوشی محسوس کی۔ دل و دماغ کوثر و تسنیم کی لذتوں کا ہلکا سا تصور دنیا ہی میں کر لیتے ہیں۔
اے ارباب دانش! سوچو کہ کیا خوشگوار پھلوں کی حلاوت کا پروردگار کوئی نہیں؟

محبوب بیوی کی محبت اور ماں کی مامتا پر کبھی غور کیا؟ رس اور رنگینی میں اس سے زیادہ کون سی چیز ہے بچے ذرا نظر سے اوجھل ہوجائیں۔ دنیا اندھیر ہوجاتی ہے ذرا مسکرادیں تو کائنات متبسم نظر آتی ہے۔ درد سر کی شکایت کریں تو جہان چکر میں آتا دکھائی دیتا ہے۔ پاکدامن بیوی ساری دنیا کے سوجانے پر پردیسی پیا کی یاد میں چپکے چپکے روتی ہے دن بھر اداسیوں میں انگڑائیاں لیتی ہے مگر یہ بیقراریاں اور آہ و زاریاں بھی دلفریب ہیں، محبت تاروں کی خوشی اور پھولوں کی ہنسی ہے محبت کے بغیر زندگی کا ساز بے آواز ہے۔ لیکن کسی نے سوچا کہ ان پاک جذبات کا پروردگار کون ہے؟ جو سوچے گا اور جب سوچے گا سبحانک اللھم و بحمدک پکار اٹھے گا۔

و تبارک اسمک

(برکت والا ہے نام تیرا)

عقل علم سے معنی پوچھتی ہے۔ یہ نام میں برکت کیا چیز ہے؟ جس نے کبھی محبت نہیں کی وہ نہیں جانتا کہ محبوب کے ذکر و فکر میں کیا برکت ہے۔ اس سرور و سرمستی کو کوئی واقف سر محبت ہی جانے تو جانے۔
اے عزیز! ذکر الٰہی میں ایک بابرکت گھڑی ایسی آجاتی ہے جب کھڑے کھڑے دل میں ایمان و یقین کی روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ پل بھر میں معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی کا بنجر گلزار پُربہار ہوگیا۔ گمان گزرتا ہے کہ وہ جو نیکوں نے

www.rahimia.org

دیکھا مجھے دکھایا جانے والا ہے۔

پریم اور پیار کے کتنے میٹھے گیت ان معصوم اور پاکدامن دیہاتی دوشیزاؤں سے سنے جو برسات کے خوشگوار موسم میں جھولے میں بیٹھ کر باپ اور بھائی کی تعریف میں گاتی ہیں۔

عشق و محبت کے کتنے رنگین راگ سنے۔ جب ساز اور آواز نے مل کر دل میں دھوم مچادی تھی۔ خوش رنگ پھولوں کو سبز پتوں کی اوٹ میں مسکراتے پایا۔ بلبل کو گل کا ہم نشین دیکھا روپ کی دنیا میں رنگ برسانے کی ہزار کیفیتیں نظر سے گذریں۔ چشم و گوش سے الگ الگ ایسے نظارے اور زمزمے خود دل کو جنت نگاہ اور فردوس گوش بنانے کے لئے کافی تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج تو دنیا کے سارے حسین مناظر اور مد بھرے سُر جمع ہو کر دل کے ویرانے کو رشک جناں بنا رہے ہیں۔ راگ رنگ کی اس دنیا میں روحانی کیف و سرور کو بیان کرنے کا یہی محدود طریقہ انسانی سمجھ میں آتا ہے۔

آم کی حلاوت کو کوئی لفظوں میں کیونکر بیان کرے محبوب کی محبت کے سرور کو نا آشنا سے کوئی کیا کہے کہ ایسا ہوتا ہے، کوئی کسی کو کیسے سمجھائے کہ پیاروں کے پیار کے مقابلے میں بہشت کی رنگینیاں پھیکی معلوم ہوتی ہیں۔ عاشق پاک بازیوں سمجھے کہ اچانک کسی بے نیاز کی بارگاہ ناز سے راز و نیاز کا کوئی جانفزا پیغام آگیا ہو اور کوئی دیدار کی مسرتوں اور ہم نشینی کی لذتوں میں کھویا کھویا پھرتا ہو۔ کیا کیا جائے روحانی خوشی کی انتہا کا کامیاب محبت ہی قریبی تخیل ہے۔

قیاس کہتا ہے کہ حافظ نے جس شراب کے گیت فارسی میں گائے انسان اس سے کہیں لطیف شراب کے سرور میں سرشار ہوجاتا ہے ابر کے سائے، بہتے پانی اور پھولوں کی سیر کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے ہزار حسین نظارے بھی اس کی کیفیت قلب کی پوری آئینہ داری نہیں کرتے۔ دل اس سے کہیں پاکیزہ، اس سے کہیں بہتر کیفیتوں کا حامل ہوتا ہے۔ یوں سمجھو کہ رنگین بہار کے خوشگوار موسم میں کشمیر کی جنت نگاہ وادی میں ڈل کے دھارے کے ساتھ

www.rahimia.org

ساتھ بہنے والے پھولوں کے تختہ کے درمیان ایک خوبصورت بجرے پر بیٹھا ہوں۔ دھیری دھیری لہروں میں رنگین بجرہ ہلکے ہلکے ہچکولے کھاتا جارہا ہے اور میں فطرت کے سہاگ کو کنکھیوں سے دیکھ رہا ہوں۔ رنگ و مستی کی یہ بہار کئی کئی دن دل و دماغ پر چھائی رہتی ہے۔

نفس کا دھوکا

نفس بعض اوقات دھوکا دینا شروع کرتا ہے کہ یہ تو خدا کی خوشنودی کا اہم اظہار اور اس کی طرف سے سلامتی کا وہ پیغام ہے جو باغ بہشت کے خوش نصیب وارثوں کے لئے مخصوص ہے اب کیا ہوتا ہے اطمینان کی جنت میں غرور کے سانپ اڑنے لگتے ہیں اور وہ نودولت شخص کی طرح ہر آدمی کو کم درجہ سمجھنے لگتا ہے۔ آخر زندگی کے راستے میں ٹھوکریں کھاتے کھاتے پھر ان راہوں پر پڑجاتا ہے جو روحانی صحرا میں جاکر ختم ہوجاتی ہیں۔ بے یقینی اور شک پھر دل کی بستی برباد کردیتے ہیں گل بوٹوں کی جگہ خاک اڑنے لگتی ہے عقل ہر چند ہاتھ پاؤں مارتی ہے لیکن غرور و گناہ نے ایمان کی جو جنت لوٹ لی ہوتی ہے انسان اس کو دیر تک آباد نہیں کرسکتا۔ حسن عمل کی ناؤ جب تک عمر کے کنارے نہ آلگے ڈرنا چاہیے اکثر سفینے کنارے کے قریب پہنچ کر ڈوب جاتے ہیں زندگی میں عمل پر اترانا اپنی سلامتی سے غافل ہوجانا ہے۔ برے انجام سے بچنا ہی بڑی دانائی ہے۔

ایسے حال میں کثرت سے استغفار ہی اس کا علاج ہے ورنہ خدا سے انکار تک نوبت پہنچتی ہے۔ عقل ہزار علم کو سنبھالے اور قدرت کے مظاہرات کی طرف اشارہ کرکے کہے کہ فطرت کی یہ گونا گونیاں اور بوقلمونیاں کسی رنگ رنگیلے محبوب کا پر تو جمال ہی تو ہیں۔ لیکن غرور نفس محبت کے ہنگامے خاموش کردیتا ہے اور عمل کی امنگیں سرد کرتا ہے۔ دل قبرستان کی طرح سنسان اور ویران ہوجاتا ہے۔ غرور عبادت میں میں سمجھا کہ اس نے مجھے گلے لگالیا لیکن در حقیقت غافل اور مغرور ہوگیا۔ جب مجھے نااہل پایا تو وہ روٹھ گیا اس کا منہ پھیرنا تھا کہ فرشتوں نے جھپٹ

www.rahimia.org

کر اطمینان کے حلے اتار لئے اور شادمانی کی جنت سے نشیب میں لڑھکا دیا۔ بے اطمینان اور اداس آنکھوں میں لذت دید نہیں چھوڑی۔ وہی دلچسپ اور رنگین دنیا ماتم کدہ نظر آتی ہے فطرت کا سہاگ بیوہ کی اجڑی مانگ بن جاتا ہے۔ ایسے تشویش ناک ایام میں:

ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین

ہر وقت زبان پر جاری رہنا چاہیئے اور جان کو مخلوق خدا کی خدمت کے لئے مشکلات میں ڈالنا چاہیئے۔ کبھی پھر اچانک فضل ربی ہوتا ہے ساز جسم کے سارے تار جھن سے ہوجاتے ہیں خیال آتا ہے کہ انسان خدا کا کیسا ناشکرا ہے پاکیزہ زندگی کو کیسے خاک میں ملاتا ہے لعل لٹا کر کوئلوں پر مہر لگاتا ہے۔ نیکی برباد کر کے گناہ خریدتا ہے غرض عبرت کی یہ گھڑی عبادت و عمل کی لمبی عمر کے برابر ہوتی ہے، پھر محسوس ہوتا کہ رحمت کی پھوار پڑ رہی ہے اور میں سبزہ و گل کی سیر میں مصروف ہوں۔ اب کے وہ ولولے نہیں ہوتے خدا سے تعلق یوں رہ جاتا ہے جیسے چند برس کی پرجوشی کے بعد میاں بیوی کی الفت میں اعتدال آجاتا ہے اور گھر کا کاروبار خوش اسلوبی سے چلنے لگتا ہے شوق کی پہلی سی فراوانی نہیں رہتی۔ دل کے دریا میں امنگوں کا خروش نہیں ہوتا۔ مگر زندگی کی پرسکون سطح لطف نظارہ کو دوبالا کرتی ہے غرض پھر خوب بسر ہونے لگتی ہے حقوق حق تعالیٰ اور حق العباد کا توازن برابر رہتا ہے عمل و عبادت کی کشتی عمر کی پرسکون سطح پر بغیر ہچکولے کھائے چلی جاتی ہے۔

عبادت کی بے قدری کا دھوکہ

شیطان آکر بہکا دیتا ہے حاصل زندگی عمل ہے عبادت نہیں۔ حق العباد کے مقابلے میں حق اللہ کی شرعی حیثیت بہت کم ہے انسان ناکارہ سمجھتا ہے کہ نمازیں بے کار اور مخلوق خدا کی خدمت انمول چیز ہے۔ عقل بھی تائید کرتی ہے کہ

www.rahimia.org

بے نیاز کی نیازمندیوں میں لگے رہنے سے اس کی شان اور جلال میں اضافہ تو نہیں ہوسکتا یہ وقت بھی خدمت خلق میں بسر ہو تو سونے پر سہاگہ ہوجائے چنانچہ آدمی خالق سے بے نیاز ہو کر مخلوق کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔ نمازوں سے غافل ہوتا ہے۔

اول اول تو خدمت اور قربانی کا جذبہ بڑھتا رہتا ہے اور وہ زندگی کے اس مصرف پر مطمئن نظر آتا ہے لیکن دھیرے دھیرے حسن عمل سے دل گھبرا اٹھتا ہے طبیعت اچاٹ سی رہنے لگتی ہے کم شوق بچے کی طرح جو حصول علم سے جان چراتا ہے۔ انسان مخلوق خدا کے کام سے جی چرانا شروع کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ گناہوں کا بھوت پھر دل میں جگہ بنانے لگتا ہے۔ نہ خدا کا خیال نہ مخلوق کی خدمت کا جذبہ باقی رہ جاتا ہے۔ دماغ شخصی بھلائی کی باتیں سوچنا شروع کردیتا ہے۔ عقل خود غرضی کی راہ دکھانے لگتی ہے۔ زندگی کی دلچسپیاں بڑھ جاتی ہیں۔ موت سے ڈر آنا شروع ہوجاتا ہے۔ پہلے تو جب بھی سفر کرتا تھا اور ریل خوب صورت مکانوں اور سبز کھیتوں کے قریب سے پیچ و خم کھاتی گذرتی تھی تو دل کہتا تھا کہ یہ سب تیرے ہیں کیونکہ تو سب کا ہے اب دل تنگ ہوگیا اور نظر میں وسعت نہ رہی سوچتا ہے کہ میرا گھر نہ گھاٹ نہ کوئی جگہ نہ ٹھکانہ، میری کوئی خدمت نہیں کرتا مجھی پر یہ سودا کیوں سوار ہے۔ مجھے دوسروں سے زیادہ آرام کے سامان مہیا ہونے چاہئیں۔ کیونکہ مجھ میں علم و عمل کی قوتیں زیادہ ہیں۔ بے وقوفوں کی خدمت کے لئے عقلمند کیوں لگے رہیں! غرض خدا کو اس طرح چھوڑا۔ مخلوق کی خدمت سے یوں جی بھر گیا۔ اب سوکھی لکڑی کی طرح آدمی دوزخ کے ایندھن کے قابل رہ گیا۔

ضروری تنبیہ

شیطان کے دھوکے سے اللہ پناہ دے۔ اس کی آواز محبت کے گیت کی طرح میٹھی اور سوز سے بھری ہوئی ہے۔ پتھر دل پگھل جاتا ہے اور انسان اس کے ہاتھ میں موم کی ناک ہوجاتا ہے۔ وہ زندگی کی بہشت میں خوبصورت سانپ کی طرح

www.rahimia.org

ابن آدم کا امن برباد کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور دوست بن کر خدا کا باغی بناتا ہے ہر بھلے کام کی ابتدا کرنے کے لئے شیطان کے فتنوں سے خدا کی پناہ مانگو۔ نئے سے نئے بہروپ بنا کر آتا ہے۔ مومنانہ فراست سے اس کو دیکھو۔ عقل قیافہ داں سے اس کو پہچانو۔ شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے وہ دماغ کے پردوں اور دل کے گوشوں میں چھپا رہتا ہے۔ نفس و شیطان پر قابو پانے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ بندہ کامل طور سے اپنے آپ کو غالب خدا کے حوالہ کردے۔ ہر عمل سے پہلے قدرت اور طاقت والے اللہ کے دامن میں عافیت ڈھونڈے ورنہ ہمیشہ دل میں نیکی اور بھلائی کو برباد کرنے والے خیالات ہجوم کرکے اٹھیں گے اور عمل کی دنیا خاک سیاہ ہو جائے گی۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

غرض انسان جب اپنا یہ حال پاتا ہے تو دل بے حد گھبراتا ہے سوچتا ہے کہ کس دکھیا کا دل دکھا بیٹھا کہ اس نوبت کو پہنچا۔ کس دردمند کا دارو بن جاؤں کہ روٹھا یار من جائے!

کبھی تاریخ کہتی ہے سبکتگین نے ہرنی پر ترس کھایا۔ خدا کے رحم کا جوش امنڈ آیا تو بھی کسی ناتواں پر ترس کھا اور محبوب کا محبوب بن جا۔ بہت خاک چھانی مگر گوہر مقصود نہ ملا جو اپنی بدتمیزی سے ہر روز اپنے پیارے کو ناراض کرلے۔ تو جب وہ منہ پھیرے تو یہ روئے کیوں؟

ملامت کرنے والو! یہ بتاؤ کہ وہ کرے کیا؟ جب اس کے دروازے کے سوا کوئی اور نہ دیکھا تو ناچار اسی کے آستانے پر سر رکھ دیا۔ کہ مانو! نہیں تو مرتا ہوں۔ یعنی اس کو خوش کرنے کے لیے غریبوں اور کمزوروں کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔

جابر امراء کے تحفے لوٹا دیئے جاتے ہیں مغروروں کے سولہ سنگار اسے قبول نہیں کیچڑ بھرے نیم بھکاریوں کو گلے لگا لیا جاتا ہے۔ ڈھنگ لڑجانے کی بات ہے، سو میرا ڈھنگ لڑگیا۔ میری دھکی اپیل سمجھ کر قبول کرلی گئی جب کوئی بے دل

www.rahimia.org

سے رونمائی کے لئے جان لے کر حاضر ہوتا ہے تو رخ سے پردۂ انور کھل جاتا ہے باغ میں پھر بہار آتی ہے قلب پھر نور اور دماغ سرور سے بھر جاتا ہے۔

اب ہر وقت سر بسجدہ رہنے لگا۔ عجب حال ہوتا ہے کہ مسرتوں سے رنگین گلزار ہے لیکن آنکھیں ساون کی طرح آنسوؤں کا مینہ برساتی ہیں۔ دل کی کیفیتوں کو کوئی خود کیا سمجھے کسی کو کوئی کیا بتائے۔ اب وہ ہر وقت ذکر الٰہی میں رہنا چاہتا ہے کثرت عبادت زندگی میں عاشقانہ سوز و گداز پیدا کر دیتی ہے۔ قلب پر رقت طاری رہتی ہے عبادت بھی نشہ ہے لیکن لطیف! اب مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ جوگی اس رنگ رنگیلی دنیا کو چھوڑ کر جنگل کی تنہائیوں اور پربت کی بلندیوں کو کیوں چلا جاتا ہے۔

رہبانیت کی عبادت

ایک عبادت خدمت خلق سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ کوئی جئے یا مرے عبادت گذار کو عبادت سے کام۔ عشق کا آسرا لے کر کار دنیا سے سروکار کون رکھے۔ بول چال، نقل و حرکت گراں ہو جاتی ہے۔ پہلے تو مسلمانوں کے عالمگیر تنزل کو دیکھ کر آتش زیر پا رہتا تھا۔ شیر سے پنجہ لینے اور انقلاب حال کے لئے جان دینے کو مستعد تھا۔ مگر اب اجتماعی زندگی میں مسلمان کی سربلندی کی ساری تدبیریں بے کار نظر آنے لگیں۔

غنا یعنی رنگین راگ سے جس طرح دماغ میں سرور سا پیدا ہو کر قوائے عمل مضمحل سے ہو جاتے ہیں اسی کی ملتی جلتی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خدا پرستی کے ڈانڈے رہبانیت سے جا ملتے ہیں۔ اب انسان یہ سوچتا ہے کہ راگ اور رہبانیت کی نفی کر کے اسلام نے انسان کا کیا بھلا سوچا۔ محبت اور عشق کی رنگین راہوں سے ہٹا کر روح انسانی کو بن کی سوکھی لکڑی بنا دیا۔ مسجد سے زیادہ خلوت کدوں کی کشش بڑھ جاتی ہے۔ ساز و سرود اور حال مزاج کے ٹھیک موافق آتے ہیں۔ سجدوں کی جگہ وجد لے لیتا ہے۔ شریعت رہبانیت کے جلو میں چلنے لگتی ہے۔ آدمی دل میں

www.rahimia.org

کہتا ہے کہ مسجد کے ملا نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ کم بخت مدت سے مسلمان کے گلے پڑا ہے نہ مرتا ہے نہ جگہ خالی کرتا ہے اس نے مذہب کو بے سر تال بنا رکھا ہے۔ جس قوم میں مزامیر حرام اور قوالی منع ہے زندگی کی مسرتوں میں اس کا حصہ ہی کیا ہے! غرض شریعت سے پھسل کر رہبانیت کی طرف آیا وہاں سے لڑھک کر قوالوں کی جھولی میں پڑا۔ اس کوچے سے آوارگی کی راہیں کتنی قریب ہیں! راگ اور رنگ کو رنگ رلیوں سے کتنی مناسبت ہے ایک سیڑھی سے پھسلا تو پھسلتا ہی چلا گیا۔ اوپر سے چلا تو پھر نیچے آرہا گناہوں کے نشیب سے روحانی رفعتوں کو پھر حیرت سے دیکھنے لگا۔

غرض کثرت سے قولی عبادت سرور ضرور پیدا کرتی ہے لیکن عمل کے قواء کمزور ہوجانے کے علاوہ انسان اجتماعیت سے غافل ہو کر انفرادیت کا بندہ بن جاتا ہے وہ نشے سے سرشار رہتا ہے اپنی تنہا خوشی کی جنت آباد رکھنا چاہتا ہے اس کی کیفیت اس شریر امیر کی سی ہوجاتی ہے جسے اپنی مسرتوں سے کام ہے۔ غریبوں کی آہیں اور دردمندوں کے نالے اس پر اثر نہیں کرتے۔ رنگین مشاغل اس کی آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ وہ کسی کی تباہ حالی کو نہیں دیکھتا۔ ہمسائے میں بچے سردیوں میں تن پر کپڑے کے بغیر ٹھٹھرتے ہیں لیکن وہ اپنے ٹھاٹھ کے لحافوں میں مگن ہوتا ہے۔ غریب کی تن پوشی کا سامان ہو نہ ہو مگر اس کی دیواروں پر پردے لٹکنے چاہئیں اور اس کے گھر کا فرش رنگ برنگ کے قالینوں سے مزین ہونا چاہئے۔ قوم رہے یا نہ رہے وہ اپنی جان کو جوکھوں میں نہ ڈالے گا۔

اسی طرح قولی عبادت کی کثرت آنکھیں اور کان بند کرکے دل کے دروازوں سے سکون حاصل کرنا چاہتی ہے قومی خطرہ دروازہ آ کھٹکھٹاتا ہے۔ بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہونے لگتی ہیں۔ یہ یادِ خدا سے فارغ نہیں خطرے کے مقابلے کی تیاری اسباب کی فراہمی تو دور کی کوڑی لانا ہے۔ وہ قومی تباہیوں کی طرف جھانک کر بھی نہیں دیکھتا۔ مبادا اس کی یکسوئی میں فرق آجائے۔ اسلام کے دین

www.rahimia.org

میں وہ دولت اور یہ عبادت خوشنما دھوکہ ہیں۔ دونوں انفرادی خوشی کا شیطانی کھلونا ہیں۔

اے عزیز! ایسی عبادتیں جو حق العباد سے غافل کر دیں خواہ کیسی ہی سرور انگیز اور تسلی بخش کیوں نہ ہوں نفس کا دھوکہ ہیں۔

طبعیت کے مبالغوں کو قرب الٰہی نہ سمجھو وہ تفریح وہ دولت اور وہ حکومت جو نشہ بن کر دماغ پر چھائے جس سے غفلت غرور اور بے انصافی پیدا ہو۔ دوزخ کی راہ دکھانے والی بدمعاشیاں ہیں ان سے بچو۔ ان خوشیوں کی انتہاء غم ہے۔

بارش رحمت ہے مگر اس کی کثرت مصیبت اور تباہی ہے۔ خدا کا نام بابرکت ہے مگر ہر وقت قولی عبادت میں بسر کرنا رہبانیت ہے رہبانیت کے اس رس بھرے دھوکے میں نہ آؤ۔ اس کے ساتھ فرائض دنیا اور خدمت خلق کو شامل کرو۔

اسم الٰہی

اسم الٰہی صرف روحانیت کی شاخ گل نہیں بلکہ یہ تو ایک پہلو بیان ہوا۔ یہ دنیاوی درجات اور مادی ترقیات کا بھی کیمیائی نسخہ ہے۔ ہمتوں کو بلند رکھنے، راہ حق میں صبر سے آزمائشیں جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کا نام ہر مشکل کو آسان کرتا ہے۔ تب ہی تو یہ قرآن کی ہر سورت کا عنوان ہے اور نماز کی ہر رکعت کی ابتدا ہے۔ اپنے آپ کو شیطان کے فتنوں سے خدا کی پناہ میں دیکر اس کے نام کا سہارا لے کر دنیا میں بڑے کاموں کا عزم کرکے اٹھو۔ تب نامعلوم راہوں سے مدد پہنچتی ہے، کائنات کے سارے قوانین کو کون سمجھتا ہے ظاہری اسباب کے ساتھ تعلق باللہ بھی مسلمانوں کو سربلند رکھنے کا ضروری جزو ہے۔

مسلمانوں میں معرکہ یہ آن پڑا ہے کہ اسباب فراہم کرنے والے تعلق باللہ کی اہمیت نہیں سمجھتے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے فراہمی قوت سے قطعی غافل ہوجاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کا مسلمان صرف دوسروں کا محتاج بن کر

www.rahimia.org

رہ گیا ہے۔ وہ ہتھیار اٹھانے کی بجائے محض دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے باقی سارا کام خدا سے متعلق کر کے بیٹھ جاتا ہے۔

اگر ہم خدا کے لئے استعمال ہونا تو نہ چاہیں۔ البتہ ہر مرض میں خدا کو نسخے کے طور پر استعمال کریں تو ہم خدا کے بندے کیسے ہوئے۔ لیکن ہم خدا کو اپنا غلام اور پیک بنا کر خوش ہیں۔ خود تکیوں سے ٹیک لگا کر حقہ سامنے رکھ کر خدا کو پکارتے ہیں کہ ذرا آنا اور ہمارا یہ کام کر جانا۔ مساجد میں اس کے احکام سن کر سر بکف ہو کر نکلنے کی تمنا لے کر نہیں جاتے۔ بلکہ محض کاروباری معاملات کو سلجھانے میں اس کی اچانک مدد لینے جاتے ہیں۔ ان کی مرضی کے مطابق کام نہیں ہوتا یا ہو جاتا ہے دونوں صورتوں میں خدا کو بھول جاتے ہیں۔

بعض امراء اللہ اللہ کرنے لگتے ہیں۔ رزق میں کمی آجاتی ہے آوارہ حاشیہ نشین خدا کی برکت کی مزاحیہ حکائتیں بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتا ہے کہ خدا کے نام کی اچھی برکت پڑی کہ آمدنی کے ذرائع مسدود ہو گئے۔ حالانکہ وہ آمدنی عورتوں کی عفت لوٹنے یا سامان غرور خریدنے پر خرچ ہوتی تھی۔ باپ کی شفقت کے معنی یہ نہیں کہ بچے کو عنایات کی فراوانی سے چھوئی موئی بنا رکھے۔ بلکہ اس کے گر گر کر اٹھنے اور اٹھ اٹھ کر گرنے سے خوش ہوتا ہے اسے حصول علم کی جانکاہیوں میں ڈالتا ہے تاکہ جسم و جان اور علم و عقل کی ایسی ترقی ہو کہ وہ سردار قوم بنے۔ خدا مشکلات میں ڈال کر اور امتحان میں دھکیل کر اکثر انسانوں کی زندگیوں کو بابرکت کر دیتا ہے۔ اور ان میں اہل جنت کے سے خصائص پیدا ہو جاتے ہیں۔

وہ خصائص کیا ہیں۔ اپنی قربانی اور مخلوق خدا کی خدمت اہل جنت وہی ہیں جو اللہ کی عظمت کو دل میں قائم رکھ کر ہر وقت اس کی بھلائی کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ اے عزیز! اس کے نام کی برکت کے بغیر خدمت خلق کا پاکیزہ جذبہ تادیر قائم نہیں رہ سکتا۔ ترش عمل کے ساتھ اس کا میٹھا ذکر بھی ہو تو زندگی رنگین راگ بن جاتی ہے، ہر مشکل گھاٹی سے انسان گزرتا ہے گویا وہ وادیٔ کشمیر کی

www.rahimia.org

دلفریب راہوں سے ہوتا ہوا جارہا ہے۔ لوگ موت سے ڈرتے ہیں وہ خدا کی خوشی میں موت کو ڈھونڈتا پھرتا ہے، بس اللہ کے نام کی برکت یہ ہے کہ اچھے کاموں کا بے پناہ عزم پیدا ہو۔ خلق اللہ کی خدمت نہ صرف آسان نظر آئے۔ بلکہ اس خوشی میں جان کو آرام ملے۔

بے دین اسے مہمل سمجھیں مگر مسلمان کو اس کے نام کی برکت سے ہر مہم محبت کے گیت کی طرح دل کش معلوم ہو۔ اے عزیز! جو اس کے نام کی برکت ڈھونڈتے ہیں وہ دنیا کے راگ رنگ بھول جاتے ہیں اور ان کی اپنی زندگی سہاگ رات کی طرح رنگین ہوجاتی ہے۔

دنیا کے راگ ختم ہوجاتے ہیں اور ساز خاموش ہوجاتے ہیں۔ مگر خدا کا نام عمل کو عمدہ آواز اور جسم کو ساز بنادیتا ہے اور ہر وقت عشق الٰہی کی سرشاریاں قائم رہتی ہیں، تاہم مسلمان بدمست اور بیہوش نہیں ہوتا کہ کوئی شیطان کی متاع ایمان و عمل لوٹ لے بلکہ وہ دنیا کے جان و مال کا مشہور محافظ ہوجاتا ہے۔

افسوس ہم سب اللہ کے نام سے برکت ڈھونڈنا نہیں چاہتے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی توفیق نہیں مانگتے بلکہ ہماری عبادات اس لئے ہیں کہ خدا کو اپنی منشا کے مطابق چلائیں ہماری یہ آرزو قیامت تک پوری نہیں ہوگی۔ ہوگا وہی جو وہ چاہے گا تاہم جب بھی عمل کے ساتھ ذکر سے برکت ڈھونڈی گئی اکثر صورتوں میں غیر مرئی ہاتھ مدد کو پہنچا ہے۔

اس امر کا بھی صاف اعتراف کرلینا چاہئیے کہ بعض اوقات نتائج طبعیت کی وقتی خواہش کے خلاف ہوتے ہیں اور انسان بے یقینی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر ناکامیاں اور مایوسیاں انجام کار کامرانیوں اور بے پایاں مسرتوں کا باعث ہوتی ہیں۔ نیکی کا انجام برا نہیں اگرچہ اس کی ظاہری صورت ناپسندیدہ ہوتی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد دل گواہی دیتا ہے کہ میرے لئے یہی مفید تھا عارضی ناکامی کسی مستقل کامیابی کا پیش خیمہ تھی۔

www.rahimia.org

تدبیر کی اہمیت

خدا کو خوش کرنے کے لئے نمازوں سے نیکی کی شخصی آراستگی کے ساتھ جماعتی ظفرمندی کے اسباب فراہم کرنے کو نیکی کا اہم جزو تصور کرنا چاہیئے۔ بے تدبیری سے بچنا بھی نیکی ہے اور فراہمیٔ اسباب سے غافل رہنا بڑی معصیت ہے ایسا نہ ہو کہ محض قولی عبادت کے نشے میں پڑ کر تدبیر اور اسباب سے غافل ہو جاؤ اور اپنی غفلت اور عدم تیاری کا بوجھ خدا کی تقدیر پر ڈالو! بلچے اور کلہاڑی سے اول درجے کی اسلحہ پوش قوموں کے مقابلے پر مسلمانوں کو مطمئن رکھنا قومی گناہ ہے۔ ہماری جماعت بندی اور اسلحہ سازی دشمن سے بہرحال بہتر ہونی چاہیئے۔ حق اگر بے ہتھیار ہوگا اسلحہ پوش باطل کے سامنے اسے جھک جانا پڑے گا۔ ایسا نہ کرو کہ خدا اور عقل کے صاف احکام سے بغاوت کرکے فتح کے اسباب مہیا نہ کرو اور تدبیروں سے غافل نہ رہو جب صریح غفلت کے باعث ہلاکت گھیر لے تو پکارنے لگو کہ حق کے مقابلے میں باطل کی شکست کا وعدہ ایک جھوٹا افسانہ تھا۔ ہاں بے بسی میں اللہ کے نام کی برکت ڈھونڈو اور دنیا کو بس میں لانے کی تدبیروں سے غافل سے رہو نہ اسباب کی فراہمی میں کوتاہی کرو تم خود کچھ کرو تو خدا برکت دے۔ محض پھونکوں سے دشمن مغلوب ہوسکتا تو بالغ نظر پیغمبر اپنی جان فراہمیٔ اسباب میں اجیرن کیوں کرلیتا یا صحابہ کا خون پاک بدر و حنین کی خاک میں ملا کیوں نظر آتا۔

و تعالی جدک

اور اونچی ہے شان تیری

نفس کا غرور عقل کو اچک کر بیہودہ پندار میں گرفتار کردیتا ہے۔ انسان اپنے سائے کو دیکھتا نکلتا ہے۔ وہ تن کر چلتا ہے اسے اپنی شخصیت کے طول و عرض کے لحاظ سے کھلے سے کھلا بازار بھی تنگ نظر آتا ہے۔ کبھی اپنے حسن و جمال پر اتراتا ہے۔ کبھی دوسروں پر نگاہ قہر ڈال کر اپنے رعب و داب کا خود ہی

www.rahimia.org

جائزہ لیتا جاتا ہے کبھی حکومت اور دولت کے نشے سے مجبور ہو کر زبردست غریب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ذلت سے خطاب کرتا ہے۔ کبھی اپنے خاندان پر فخر کرتا ہے کہ میرا ہی خون اعلیٰ اور پاک ہے۔ دیکھو منی کا گندہ قطرہ کتنی دون کی لیتا ہے۔

قوموں کو کچل کر کوئی شہنشاہ بھی بن جائے تو کیا، نظام عالم کی وسعت پر غور کرو۔ ان گنت ستارے اس دنیا میں بڑی بڑی دنیائیں ہیں۔ ان دنیاؤں میں کون کہہ سکتا ہے ایسے کتنے اور پاگل ہوں گے۔ جو دنیا کے افسانوں کی طرح اپنی بڑائی کی بڑہانکتے ہوں گے۔ اے مغرور! دیکھ یہ دنیا وسیع نظام کائنات میں ایک ذرۂ خاک ہے اور اس ذرہ خاک میں بھی تیری حیثیت کیا ہے۔ قطرۂ منی تیری ابتدا خاک مذلت تیری انتہا، اس پر بھی یہ غرور! تیری عقل پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

آ! اس کائنات کے پروردگار کے حضور میں گردن جھکا انسان کا ہر قطرۂ خون ایک آباد دنیا ہے۔ پانی کی ہر بوند لاکھوں جانداروں کی بستی ہے۔ دور بین سے ستاروں ہی کو نہ دیکھو خورد بین سے پانی اور خون کے قطرے کو بھی دیکھو۔ وہاں بھی جہاں آباد ہے کیا تعجب کہ خون اور پانی کے ان کیڑوں کے دماغ میں بھی انا الموجود لاغیری کا کیڑا سمایا ہو اور وہ اپنی حقیر دنیا میں اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہ لاتے ہوں۔ دوسروں پر نظر حقارت ڈال کر گذرنے والو! کائنات کی بے پایاں وسعتوں میں اپنی حقیر شخصیت پر نظر کرو اور پروردگار عالم کی شان دیکھو دنیائے بسیط میں ستارے صحرائے اعظم کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں۔ دنیا بھی ان ذروں میں ایک ذرہ ہے پھر اس ذرہ خاک میں انسان ذرا سا ذرہ ہے۔ کیا حق نہیں ہے کہ رب العالمین کی شان کے مقابلے میں ہم اپنی شان بھول جائیں اور غرور کو چھوڑ کر خاکساری اختیار کریں اپنی عقل اور اپنے عمل کو سب کچھ نہ سمجھیں۔ تکبر کی بجائے تدبر اختیار کر کے وتعالی جدک کی حقیقت پر نگاہ رکھیں تڑپ تڑپ کر اسی قدرت والے کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر اس کے احکام کی پیروی کے لئے بڑھیں۔

www.rahimia.org

گومیوں کو کمین سمجھ کر ان سے جانوروں کا سا سلوک کرتا ہے۔ ہندوستان (و پاکستان) کے کسی گاؤں میں جا کر اس علم میں اضافہ کرو کہ کس طرح ایک مسلمان زمیندار اپنے مسلمان کاشتکاروں کو غلاموں سے بدتر بنا کر رکھتا ہے۔ انہیں کمین یعنی کمینے کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اے ظالم سرمایہ دار! کیا غریب بھی کمینہ ہوتا ہے اور پھر کلمہ گو! ہم نے پاک محمد ﷺ کے سیدھے اور صاف دین کو کیسا ناپاک کردیا۔ امراء کے کتے چارپائیوں پر مخمل کے گدیلوں پر سوتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ کے غریب نام لیوا ستر پوشی کے محتاج پھرتے ہیں یہ کتوں کا منہ چوم لیتے ہیں لیکن کمین قوم کے کلمہ گو بھائی کو گلے لگانا تو کجا ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلانے کو اپنے شرف کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اسلام کے ایسے گھناؤنے نمونے نمازوں کے زور سے خدا کی خوشنودی کی جنت میں داخل ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔ اے عزیزو! ہزار دفعہ سن لو کہ ایسی نمازیں بیکار ہیں۔ جن کا نتیجہ خدا کے حکموں پر آمادگی نہ ہو اور وہ عبادتیں شیطانی اطمینان اور دھوکے ہیں جن سے انسان بے خطر انسانوں کی توہین، ذلت اور مصیبت کا باعث بنتا چلا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے غلام یعنی ہمارے سردار زیدؓ کا حال سنو کہ غلام تھا مگر آقا نے بچوں کی طرح محبت کی۔ آجکل کا امیر گالی سمجھے گا۔ مگر رحمۃ للعلمین ﷺ نے اسے بہنوئی بنایا۔ انسانی حقوق کے معاملے میں تو خدا کے پیغامبر نے مسلم اور غیر مسلم میں بھی امتیاز روا نہ رکھا۔ چہ جائیکہ دین کے بھائی کو دنیا میں ذلیل رکھا جائے۔

عبرت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتی ہے کہ اے آسمان، زمین پر یہ کیا اندھیر ہے کہ نام نہاد مسلمان امرا نے امت رسول ﷺ ہی کو بدتر از غلام بنا رکھا ہے ان کی مدد تو کجا ان کا ہی خون چوس کر اپنے چہروں کے رنگ میں اضافہ کرتے ہیں۔ ان کی بہو بیٹیوں کی برملا عصمت لوٹ کر اپنے نفس کی خوشی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ وہ اپنی شان اور خاندان کی عزت کی عمارت کی تعمیر غریب مسلمانوں کو بے توقیر کر کے کرتے ہیں حالانکہ نمازوں میں وہ وتعالی جدک کا رات

www.rahimia.org

دن زبانی اقرار کرتے ہیں۔

اپنی شان اور جاہ جلال پر اپنے جیسے انسانوں کی خوشیاں قربان کرکے خوش ہونے والے لوگو! تم نے خدا کی بھولی بھالی مخلوق کو کس مصیبت میں پھنسادیا ہے تم نے اپنے جیسے انسانوں کو سرمائے کے سنہری، روپہلی دام میں گرفتار کیا اور شخصی حکومت کی آہنی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے، حالانکہ حق یہ تھا کہ اس بڑی شان والے خدا کے مظہرات جمال و جلال کو دیکھ کر اپنی حقیر ہستی کا سجدوں میں گر کر اقرار کرتے اور مخلوق خدا کی مشکلات کم کرنے کے لئے جان لڑا دیتے۔ لیکن تمہیں کیا ہوا کہ جب تم فاخرہ لباس پہن کر اور آئینہ رو ہو کر سج دھج سے گھر سے نکلتے ہو تو تمہیں دوسرے انسان کیڑے مکوڑے نظر آتے ہیں۔ اے نادان! اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان اور اس عمل کی زندگی میں نیکی کی کاشت کرلے کون جانتا ہے کب بلاوا آجائے۔ اے عزیز! اللہ کی عبادت کا غازہ مل لے اور مخلوق خدا کی خدمت کا زیور پہن لے کس کو خبر ہے کہ عمر کی گھڑیاں کب تمام ہوجائیں۔

اس علم کے دریا حضرت انور شاہ کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ کبھی جذب و مستی میں آکر گاتے اور بے ساختہ جھوم جایا کرتے تھے

رنگالے چیز یا گندا کے ری سیس
تو کیا کیا کرے گی اری دن کی کے دن
نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی!
کھڑی منہ تکے گی اری ایک دن

یہ اشعار پڑھ پڑھ کر ان کی آنکھیں ساون کا سماں باندھ دیتی تھیں اور ملنے والوں کے قلب پر رنگ برسنے لگتا تھا۔ جو لوگ زندگی خدمت دین و خلق میں بسر کرنے کے باوجود اپنی کوتاہیوں کے اقرار سے بے چین ہوئے ان کا ان لوگوں سے کیا مقابلہ کیا جائے جنہوں نے عمر امارت کے غرور اور حکومت کے نشے میں

www.rahimia.org

کاٹی، انہیں کبھی توفیق نہ ملی کہ عیاشی کی رنگین راہوں کو چھوڑ کر حسن عمل یعنی خدائے پاک کی محبوب مخلوق کی خدمت کا عزم لے کر اٹھیں۔

و لا الہ غیرک

اور تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں

شان جمال و جلال کی ہلکی سی جھلک گذشتہ سطور میں بیان ہوئی۔ اس کا تقاضا ہے کہ بے ساختہ لا الہ غیرک زبان پر جاری ہوجائے انسانی گمراہیوں کی انتہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھے عقل کارخانۂ قدرت کے طول و عرض کیف و کم زیبائش و آسائش کی طرف اشارہ کرکے فطرت انسانی سے پوچھتی ہے کہ کوئی ہے جو خالق بحر و بر کے سوا ہماری عبادتوں کے قابل ہو؟

اب ساری دنیا سے جہالت دور ہورہی ہے ساری قومیں شرک کی تاریکیوں سے نکل چکی ہیں۔ اب تو پرانے مشرکوں کی اولاد بھی غیر اللہ کی پرستش کرنے والے اپنے بزرگوں کے عمل کی موحدانہ تعبیر کررہی ہے۔ برنارڈ شا انگریز مفکر نے لکھا کہ "خدا کو مسیح علیہ السلام کے بھیس میں چلتا پھرتا کوئی کیونکر مان لے" لیکن قیامت ہے کہ فریبی پیروں اور جھوٹے ولیوں نے مسلمانوں کی مٹی خراب کررکھی ہے۔ وہ مسلمانوں سے سجدے کراتے ہیں اور انہیں اپنے آگے جھکاتے ہیں اسلام کی سیدھی اور صاف تعلیم کے مقابلے میں باتوں کے طوطے مینا بنا بنا کر جہلا کو الو بناتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کو جانتے ہیں کہ یوں ہی ہے لیکن وہ عقل کا ناجائز استعمال کرکے بیوقوفوں کو گدھا بنا کر ان پر سوار رہنا اپنا فطری حق سمجھتے ہیں اعلانیہ فسق و فجور میں مبتلا لوگ روحانی اڈے بنائے بیٹھے ہیں۔ وہ غیر ملکی (سامراجی) حکومت کے آسرے پر بے خطر زندگی بسر کررہے ہیں۔ شیطان نے آخرت کا کھٹکا ان کے دل سے دور کررکھا ہے اے عزیز! ذرا آنکھیں تو کھول! گرد و پیش کو

www.rahimia.org

تو دیکھ خاک اور افلاک کو برپا کرنے والے کے بغیر بھی بھلا کوئی عقیدتوں کا مستحق ہوسکتا ہے کفر و انکار کسی کو اندھا کردے اور کوئی خدا کو نہ دیکھ سکے یہ بھی بہت بڑی معذوری ہے لیکن خدا کو مان کر کسی اور کو اس کا شریک سمجھ لے یہ کفر سے بھی بہت بڑی ضلالت ہے۔

زندہ خدا کی بجائے مردوں سے مرادیں مانگنے کا کاروبار اتنا ترقی پذیر ہے کہ مسجدیں ویران اور مقبروں پر میلے ہیں۔ مساجد جہاں رونق پر ہیں۔ وہ اس لئے کہ کسی قبر کے ملحق ہیں ورنہ مسجد میں اللہ کے عبادت گذاروں کے لئے کوئی کشش نہیں رہی قبریں جائے عبرت تھیں اب مقام عبادت ہوگئیں۔ پھر بھولا مسلمان پوچھتا ہے کہ توحید پرست تثلیث پرستوں سے مغلوب کیونکر ہوگئے؟ وہ نہیں سوچتا کہ عیسائیوں نے تو تین خداؤں پر اکتفا کی تھی یہاں ہر قبر معبود ہے۔ زندہ خدا کو چھوڑ کر مردوں کی طرف رجوع کرنے والی قوم روحانی اور سیاسی لحاظ سے مردہ کیوں نہ ہوجائے کہاں جہاں کا پروردگار اور کہاں بے حیثیت انسان لیکن یہ تماشہ مسلمانوں میں جاری ہے کہ شان و جلال والے خدا کو انسانوں نے معطل کر کے اپنی منشاء کے مطابق ولیوں اور بزرگوں کی پرستش شروع کر رکھی ہے حالانکہ نور ہدایت پیغمبر ﷺ نے سجدوں کا محل بجز خدائے پاک کے کسی اور کو قرار نہ دیا اور انسانی عمل اور عبادت کا مرکزی نقطہ توحید باری تعالیٰ کو قرار دیا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

(مولانا محمد علی جوہر)

www.rahimia.org

ہماری مطبوعات

جدوجہد اور نوجوان	شیخ الہند مولانا محمود حسن
استعماری نظام اور ملی تقاضے	شیخ الہند مولانا محمود حسن
فکرولی اللہی کا تاریخی تسلسل	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی حزب انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اقدام انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی قانون انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اصول معاشیات	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
اسلام کے اقتصادی نظام کا تقابلی جائزہ	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
فرد اور اجتماعیت	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
ولی اللہی تحریک (نصب العین، پروگرام، مراکز، جماعت اور مشکلات راہ)	مولانا سید محمد میاں
امام شاہ عبد العزیز (افکار و خدمات)	مولانا سید محمد میاں
شعوری تقاضے	مولانا شوکت اللہ انصاری
اجتماعی مسائل کا ولی اللہی حل	محمد مقبول عالم بی اے
دین کے معاشی نظام میں محنت کی قدر و اہمیت	مفتی عبد الخالق آزاد
نظام کیا ہے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کا ولی اللہی نظریہ	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کیوں اور کیسے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کا تصور دین	مفتی سعید الرحمن
ولی اللہی فکر ایک تعارف	چوہدری عبد الرؤف